در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سیّد حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۴۹ — جلد نمبر ۵

یکم نومبر ۱۹۹۰ء — ۲۶ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

مجلس ادارت

مدیر: غلام الحسنین قادری گیلانی
(بی کام آنرز)

معاونین

۱۔ پروفیسر محمد اسماعیل صاحب سیٹھی
(سابق سیکرٹری تعلیم صوبہ سرحد)

۲۔ ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی
(لیکچرر جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی)

۳۔ الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب
(سابق پرنسپل ہائر سکنڈری سکول کاشتال پشاور)

۴۔ اقبال ریاض صاحب
(ایڈیٹر ہفت روزہ سیاست پشاور)

۵۔ سید محمد انور شاہ قادری
(لائبریرین ایجوکیشن کالج گل بہار پشاور)

(قانونی مشیر

۱۔ محمد اسماعیل قریشی (ایڈوکیٹ

۲۔ اویس احمد قادری (ایڈوکیٹ

مجلس مشاورت

۱۔ سید محمد حسنین قادری گیلانی
(اے وی پی نیشنل بنک

۲۔ سید سجاد حسین شاہ بخاری
(ایگزیکٹو انجینئر واپڈا)

۳۔ الحاج منظور الٰہی قادری
(وی پی، یونائیٹڈ بنک)

۴۔ الحاج محمد عابد (صراف)

۵۔ ڈاکٹر محمد انعام قادری
(رجسٹرار خیبر ہسپتال پشاور)

۶۔ سمیع اللہ قادری
(لائبریرین ہائیر سکنڈری سکول چکنی پشاور)

مجلس منتظمہ

۱۔ سید علاؤالدین علی قادری گیلانی

۲۔ سید سعید الزمان قادری گیلانی

۳۔ محمد سلیم قادری ۴ حاجی سجاد حسین

سرکولیشن منیجر: سید نورالحسنین قادری گیلانی

اسسٹنٹ سرکولیشن منیجر سید حبیب شاہ قادری

قیمت: ۷ روپے

پندرہ روزہ الحسن پشاور
جلد نمبر ۵ ۔ شمارہ نمبر ۴۹
یکم نومبر ۱۹۹۴ء ۔ ۲۶ جمادی الاوّل ۱۴۱۵ھ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
۱۔	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۳
۲۔	بحضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	سید نصیر الدین نصیر گیلانی نبیرہ اعلیٰ حضرت گولڑوی	۵
۳۔	حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء۔	نیک محمد قادری	۷
۴۔	ماحولیاتی آلودگی	سید فرمان شاہ قادری ایم اے	۱۴
۵۔	استفتاء مع الجواب (بسلسلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ)	حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی گلوزوی پشاور	۱۷
۶۔	حرمت خون		۲۱
۷۔	حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کا سلام	سید محمد انور شاہ قادری ایم اے	۲۴
۸۔	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مدیر اعلیٰ	۲۹
۹۔	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۳۱

قارئین کرام توجہ فرمائیں

الحمد للہ الحسن کا تیسرا سال یکم نومبر ۱۹۹۴ء کے شمارے سے شروع ہو چکا ہے۔ قارئین کرام سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپیہ جلد از جلد جمع کرائیں تاکہ آئندہ سال کے لئے انہیں رسالے کی ترسیل جاری رہے۔

شذرہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مدیر اعلیٰ

افضل البشر بعد الانبیاء، خلیفہ اول، الصدیق، العتیق، امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ خوش نصیب اور عظیم المرتبت ہستی ہیں جن کی چار پشتوں کو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے تمام زندگی پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، اطاعت، رفاقت اور نصرت و حمایت میں بسر فرمائی۔ قبل از اسلام مکہ کے رئیس تھے، اسلام لانے کے بعد اپنی تمام دولت دین اسلام کی سربلندی، لوازمات جہاد کی فراہمی اور مسلمان غلاموں کو ظالم آقاؤں سے آزاد کرانے میں خرچ فرمائی۔

فتح مکہ کے بعد ۹ ھ میں جب قیصر روم کے مقابلے کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب فرمائی تو یہ بڑا عسرت اور تنگ حالی کا دور تھا لیکن جان نثار صحابہ نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق قربانی دی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف اثاثہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر کے یہ خیال کیا کہ آج وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت حاصل کرلیں گے لیکن حضور علیہ السلام کے یار غار کا امتیاز اس موقع پر بھی باقی رہا کہ گھر کا تمام مال و متاع اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کرتے ہوئے اس حال میں حاضر ہوئے کہ ٹاٹ کا لباس زیب تن ہے جس پر بٹنوں کی بجائے کانٹے لگے ہوئے ہیں۔ جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہیں تو عرض کی ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں۔ اقبال نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس　　پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

انہی بے پناہ قربانیوں، عشق و محبت اور اطاعت و فرماں برداری رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نتیجے میں بعد از وصال نبوی امت مرحومہ نے آپ کو جانشین اور خلیفہ منتخب کیا چنانچہ آپ نے ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق سب سے پہلے اسامہ بن زید کی قیادت میں اسلامی لشکر روانہ فرمایا۔ منکرین زکوٰۃ اور مرتدین کی سرکوبی کی، جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا اور کلام الٰہی کی جمع و ترتیب کا عظیم کارنامہ سرانجام دے کر قرآن مجید کو ایک کتابی صورت میں جمع کروایا۔ اور اسی ماہ مبارک میں وصال فرمایا۔

آپ کی سیرت طیبہ تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے ایک بہترین نمونہ، مشعل راہ اور مینارہ نور ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آل وسلم کی محبت و اطاعت اور فرماں برداری کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

...—•:•—...

اے قبلۂ ہر کہ مقبل آمد کویت
روئے دل جملہ بختیاراں سویت
امروز کسے کز تو بگرداند رو
فردا بکدام دیدہ بیند رویت

(حافظ رحمۃ اللہ علیہ)

(آپ کا کوچہ ہر اقبال مند کا قبلہ ہے۔ تمام خوش قسمت لوگوں کا رخ آپ ہی کی طرف ہے۔ آج جو شخص آپ سے منہ موڑے گا کل کس آنکھ سے آپ کے چہرہ کا دیدار کرے گا)۔

بحضور

مصدق اول، خلیفہ اولیٰ و اولیٰ

صاحب اذھمافی الغار، سیدنا و مولانا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ وارضاہ

شاعرِ بے بدل حضرت علامہ سید نصیر الدین نصیر گیلانی مدظلہ العالی

نبیرہ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مُسَلَّم ہے محمد سے وفا صدیق اکبر کی
نہیں بھولی ہے دنیا کو ادا صدیق اکبر کی
اب اس سے بڑھ کے کیا ہوگی ثنا صدیقِ اکبر کی
نبی تعریف کرتے تھے سدا صدیقِ اکبر کی
رسول اللہ کے لطف و کرم سے یہ ملا رتبہ
مدد کرتا رہا ہر دم خدا صدیق اکبر کی
حقیقت ہے بڑے لوگوں کی ہوتی ہیں بڑی باتیں
زمانے سے بیاں ہو شان کیا صدیق اکبر کی
نجابت میں، شرافت میں، رفاقت میں، سخاوت میں
ہوئی شہرت یہ کس کی جابجا صدیق اکبر کی
یہ خود اک صدق ہے کوئی اگر اس راز کو جانے
صداقت ہی صداقت تھی صدا صدیق اکبر کی

زمیں پر دھوم ہے ان کی فلک پر ان کے چرچے ہیں
کہیں گے داستاں ارض و سما صدیق اکبر کی

مورخ دم بخود ہے، سربسجدہ ہے قلم اس کا
عیاں ہے عظمت صدق و صفا صدیق اکبر کی

جو ان کا ہے رسول اللہ اس کے ہیں خدا اس کا
ولایت کا وسیلہ ہے ولا صدیق اکبر کی

کمی کیسی نصیر ان کے مدارج میں مراتب میں
بڑی توقیر ہے نام خدا صدیق اکبر کی

•—•⁝•—•

تو بدری و خورشید ترا بندہ شدہ است
تابندہ توشدہ است تابندہ شدہ است
زاں روئے کہ از شعاع روئے مہ تو
خورشید منیر و ماہ تابندہ شدہ است

(حافظ رحمتہ اللہ علیہ)

(تو ماہ کامل ہے اور سورج تیرا غلام ہوگیا ہے جب سے وہ تیرا غلام ہوا ہے، روشن ہوگیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تیرے چاند جیسے چہرے کی چمک سے سورج پرنور اور چاند تاباں ہوگیا ہے)

گذشتہ سے پیوستہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ

نیک محمد قادری

سلاطین کے ساتھ تعلق:۔ حضرت خواجہ صاحب ہمیشہ شاہی دربار سے کنارہ کشی اختیار رکھتے۔ بعض سلاطین نے انہیں اپنے دربار سے وابستہ کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔ جلال الدین خلجی (۶۸۹ھ / ۱۲۹۰ء تا ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء) نے خواجہ صاحب کو ایک گاؤں جاگیر میں دینا چاہا۔ مگر انہوں نے لینے سے صاف انکار کر دیا۔ بعد میں سلطان نے خود حاضری دینا چاہی۔ تو اس کی بھی اجازت نہ دی۔ سلطان علاء الدین خلجی (۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء تا ۷۱۵ھ / ۱۳۱۵ء) کا بیٹا خضر خان خواجہ محبوب الٰہی کا مرید تھا۔ اس مناسبت سے بادشاہ بھی ان کا عقیدت مند تھا۔ مگر سلطان کی طرف سے حاضری کی مکرر درخواست پہنچنے کے باوجود آپ نے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ غائبانہ دعا بڑی مؤثر ہوتی ہے۔ بعد میں سلطان نے ورنگل کی فتح کے لئے ان سے دعا کرائی۔ اور یہ علاقہ فتح ہو گیا۔ سلطان قطب الدین خلجی (۷۱۶ھ / ۱۳۱۶ء تا ۷۲۰ھ / ۱۳۲۰ء) نے دہلی میں حضرت محبوب الٰہی کا زور توڑنے کے لئے ملتان سے شیخ رکن الدین سہروردی کو بلا بھیجا۔ مگر ان دونوں بزرگوں میں بڑے مخلصانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ بعد ازاں سلطان نے اپنی نو تعمیر کردہ مسجد میں تمام علماء و مشائخ کو نماز پڑھنے کا حکم دیا مگر حضرت محبوب الٰہی نے اس سے بھی پہلو تہی کی۔ تنگ آ کر اس نے ہر چاند رات کو تمام علماء و مشائخ کو دربار شاہی میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے اس مجلس میں خود شرکت کرنے کی بجائے اپنے ایک خادم اقبال خان کو بھیج دیا۔ اس پر بادشاہ نے انہیں بزور لانے کا ارادہ کیا۔ مگر اگلی چاند رات تک بادشاہ اپنے غلام خسرو خان کے ہاتھ مارا گیا۔ اس طرح غیاث الدین تغلق (۷۲۰ھ / ۱۳۲۰ء تا ۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ء) بھی حضرت محبوب الٰہی کی مقبولیت کے بنا۔ پر ان سے عداوت رکھتا تھا۔ اس نے علماء کے اصرار پر مسئلہ

سماع کے سلسلے میں قلعہ تغلق آباد میں ایک مجلس مناظرہ میں ان کو مدعو کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے قرآن و سنت سے سماع کے حق میں بڑے مثبت دلائل پیش کئے مگر اس کے ساتھ ہی سماع کے سلسلے میں وہ کڑی شرائط بھی بیان کیں جو ہمیشہ ان کے ہاں ملحوظ رہتی تھیں۔ خصوصاً خواجہ صاحب نے سماع بالمزامیر (آلات موسیقی) کو ناجائز قرار دیا۔ بعد ازاں اسی بادشاہ نے بنگال سے واپس آتے ہوتے یہ حکم دیا کہ حضرت محبوب الٰہی اس کے دہلی پہنچنے سے پہلے شہر چھوڑ جائیں مگر ہوا یہ کہ خود بادشاہ تغلق آباد کا محل گرنے سے دنیا چھوڑ گیا۔ (۲۰)

تعلیم و تربیت کے اثرات:۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی حضرت محبوب الٰہی کی تعلیم و تربیت کے اثرات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"حضرت سلطان المشائخ نے اپنے خلفاء اور مریدین کی بڑی اہتمام اور توجہ سے تربیت فرمائی تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی کے امراء دربار اور ارکان سلطنت میں سے ایک بڑے عہدہ دار خواجہ مرید الدین کو حضرت محبوب الٰہی سے تعلق پیدا ہو گیا۔ اور یہ تعلق اتنا بڑھا کہ ان کی طبیعت "سرکار دربار" سے اچاٹ ہو گئی۔ اور وہ حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں رہ پڑے"۔

مزید فرماتے ہیں۔

"حضرت خواجہ کی صحبت و تربیت سے صرف عبادت و ریاضت کا ذوق اور اپنی اصلاحی ترقی ہی کی فکر نہیں پیدا ہوئی تھی بلکہ دعوت و تبلیغ کا جذبہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی ہمت اور حوصلہ، سلاطین وقت کے سامنے کلمہ حق کہنے کی جرات اور بے خوفی و شجاعت بھی پیدا ہو گئی تھی۔ اور یہ مردان خدا کی صحبت کا لازمی نتیجہ ہے"۔ (۲۱)

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللٰہی
آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

محبوب الٰہی کے تربیت یافتہ خدام و مریدین نے اس "اسد اللّٰہی" اور اس حق گوئی و بیباکی کے ایسے نمونے پیش کئے جن کی نظیر ملنی آسان نہیں۔ حضرت محبوب الٰہی نے ان میں وہ سب اوصاف و کمالات پیدا کرنے کی کوشش فرمائی جو مشائخ کاملین کے لئے ضروری ہے۔ ان سے مجاہدات کراتے۔ ان کے قلوب کی نگرانی کی۔ اصلاح و تربیت کا جو عالمگیر کام آپکے پیش نظر تھا اور اپنے خواص اصحاب سے دین کی دعوت کا جو کام لینا تھا اس میں جو چیز حارج اور مزاحم نظر آئی آپ نے اسکو ترک کر دیا۔

ذوق سماع:- حضرت خواجہ کی سیرت اور زندگی کا مرکزی نقطہ جو ان کے تمام اخلاق و احوال و اعمال کا محور ہے وہ عشق الٰہی کی نعمت خداداد ہے۔ آپ اکثر آبدیدہ ہو کر یہ رباعی پڑھتے۔

آیم بسر کوئے تو پویاں پویاں
رخسار بآب دیدہ شویاں شویاں
بیچارہ زوصل تو جویاں جویاں
جاں می دہم و نام تو گویاں گویاں

ترجمہ:- آپ کی گلی میں چلا آرہا ہوں۔ خراماں خراماں، آنسوؤں سے اپنے رخسار کو دھوتا ہوں۔ آپ کے وصل کا جویاں اور طالب بن کر جان دے رہا ہوں آپ کا نام بھی لئے جارہا ہوں"۔

محبت کی یہی حرارت اور تپش تھی جس کی تسکین کا ایک ذریعہ سماع تھا۔ یعنی عشق الٰہی کے اشعار اور عارفانہ ابیات کا سننا۔ جس سے قلب کو اپنی آنچیں نکالنے اور آنسوؤں کے چھینٹوں سے اس کی گرمی کو کم کرنے کا موقع ملتا۔

آپ نے فرمایا:-

"سماع کی چار قسمیں ہیں۔ حلال، حرام، مکروہ، مباح۔ اگر صاحب وجد کا میلان محبوب حقیقی کی طرف زیادہ ہے تو سماع مباح ہے اور اگر محبوب مجازی کی طرف ہے تو مکروہ ہے۔ اگر محبوب مجازی کی طرف میلان کلی ہے تو حرام ہے۔ اگر محبوب حقیقی کی طرف میلان کلی ہے تو حلال ہے۔ پس جس کو سماع کا ذوق ہے۔ اس کو چاہئے کہ وہ ان چاروں درجوں کو جانتا ہو"۔ (۲۲)

خلفاء:۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ آپ کے خلیفہ اکبر اور جانشین ہیں۔ آپ کے خاص خاص خلفاء حسب ذیل ہیں۔

حضرت امیر خسرو۔ مولانا شمس الدین محمد بن یحییٰ۔ شیخ قطب الدین منور۔ مولانا فخر الدین۔ مولانا حسام الدین ملتانی۔ خواجہ ابو بکر مندہ۔ مولانا شہاب الدین۔ امیر حسن بن علا۔ السجزی۔ مولانا برہان الدین غریب۔ مولانا وجیہہ الدین پچندیری۔ مولانا کریم الدین سمرقندی۔ خواجہ موئد الدین۔ مولانا فصیح الدین۔ مولانا علاء الدین نیلی۔ مولانا فخر الدین مروزی۔ مولانا ضیاء الدین برنی۔ قاضی محی الدین کاشانی۔ (۲۳)

وفات شریف:۔ آپ چار مہینے اور کچھ دن بیمار رہے اور ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ بروز بدھ بعد طلوع آفتاب جوار رحمت میں داخل ہوئے۔ آپ کا مزار غیاث پور (دہلی) کے قریب ہے۔ آپ کا سالانہ عرس بڑے تزک واحتشام سے ہوتا ہے۔ (۲۴)

شان محبوبیت:۔ ولی کامل جب قطبیت و فردانیت کے مقامات سے گزر جاتا ہے اور مرتبہ محبوبیت تک پہنچ جاتا ہے۔ اس وقت وہ مظہر اسرار الٰہی ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ارادہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت محبوب الٰہی بھی غوثیت و فردانیت کے مراتب سے گزر کر مرتبہ محبوبیت پر پہنچے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

در ملک قناعت بجہاں سلطانیم
کخسرو بے حاجب و بے دربانیم
از لذت فاقہ ذوقہا مے گیریم
از دولت فقر ملکہاے رانیم (۲۵)

مرتبہ محبوبیت کی شان آج بھی آپ کے مزار پر انوار سے ظاہر ہے۔ آپ کے پاس سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ عود کا گمان ہوتا ہے۔

کشف و کرامات:۔ ایک مرتبہ ایک شخص کی دستاویز گم ہو گئی۔ آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی روح پاک کو حلوہ کی فاتحہ کراؤ۔ وہ شخص

بہت جلد بازار سے ایک کاغذ حلوہ لے کر حاضر ہوا۔ جب کاغذ کھولا تو اس میں اس کی گمشدہ دستاویز تھی۔ (۲۶)

ایک دفعہ ایک شخص سلطان المشائخ کی خدمت میں کھانا لایا۔ کھانا لاتے وقت راستے میں اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر سلطان المشائخ اپنے دست مبارک سے میرے منہ میں نوالہ رکھیں تو یہ میری کتنی خوش نصیبی ہوگی۔ جب یہ شخص سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچا تو دسترخوان بڑھایا جا چکا تھا۔ اور سلطان المشائخ اس وقت پان کھا رہے تھے۔ سلطان المشائخ نے تھوڑا سا پان اپنے منہ سے نکال کر اس کے منہ میں رکھا اور فرمایا "لو! یہ اس نوالے سے بہتر ہے"۔ (۲۷)

حواشی

۱۔ مراۃ الاسرار از شیخ عبدالرحمٰن چشتی مترجم واحد بخش سیال چشتی صابری۔ ناشر۔ بزم اتحاد المسلمین۔ لاہور ص ۷۷۶۔۷۷۷

۲۔ اقتباس الانوار از حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی مترجم مولانا واحد بخش سیال۔ ناشر۔ بزم اتحاد المسلمین۔ لاہور۔ ص ۴۷۳۔۴۷۴

۳۔ تاریخ دعوت و عزیمت از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ ناشر۔ مجلس نشریات اسلام کراچی۔ ج ۳ ص ۵۲

۴۔ سیر العارفین از حامد بن فضل اللہ جمالی مترجم محمد ایوب قادری۔ ناشر۔ اردو سائنس بورڈ لاہور ص ۷۹

۵۔ اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مترجم محمد لطیف ملک۔ ناشر۔ مقبول اکیڈمی لاہور۔ ۱۹۸۸۔ ص ۱۰۹

۶۔ سیر الاولیاء از میر خورد مترجم اعجاز الحق قدوسی۔ ناشر۔ اردو سائنس بورڈ لاہور ص ۱۹۸

۷۔ مجالس صوفیہ از سید صباح الدین عبدالرحمٰن۔ ناشر۔ مجلس نشریات اسلام۔ کراچی۔ ص ۱۹۲
۸۔ خزینتہ الاصفیا۔ از مفتی غلام سرور لاہوری۔ مترجم اقبال احمد فاروقی ناشر۔ مکتبہ نبویہ۔ لاہور ج۔ ۲ ص ۱۷۶
۹۔ دلی کے بائیس خواجہ از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب۔ ناشر۔ حامد اینڈ کمپنی۔ لاہور۔ ص ۱۱۴
۱۰۔ سیر العارفین۔ ص ۸۱
۱۱۔ دلی کے بائیس خواجہ۔ ص ۱۱۶
۱۲۔ نفحات الانس از مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ مترجم شمس بریلوی۔ ناشر۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ کراچی۔ ص ۷۵۴
۱۳۔ سیر الاولیا۔ ص ۲۱۴
۱۴۔ آب کوثر از شیخ محمد اکرم۔ ناشر۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ص ۲۲۸
۱۵۔ دلی کے بائیس خواجہ۔ ص ۱۲۲
۱۶۔ سیر الاولیا۔ ص ۲۱۵
۱۷۔ مراۃ الاسرار۔ ص ۸۳۷۔ ۸۴۷
۱۸۔ تاریخ دعوت و عزیمت۔ ج ۳۔ ص ۹۷
۱۹۔ مراۃ الاسرار۔ ص ۷۹۶
۲۰ دائرہ معارف اسلامیہ۔ دانشگاہ پنجاب لاہور ج ۲۲ ص ۳۵۲ ۳۵۱
۲۱،۲۲۔ تاریخ دعوت و عزیمت۔ ج۔ ۳۔ ص ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۸، ۱۵۵، ۱۵۶
۲۳۔ دلی کے بائیس خواجہ۔ ص ۱۲۷۔ ۱۲۸
۲۴۔ تاریخ دعوت و عزیمت۔ ج۔ ۳۔ ص ۱۰۰

۲۵۔ آب کوثر۔ ص ۲۴۳

۲۶۔ سفینۃ الاولیاء۔ از شہزادہ محمد دارالشکوہ قادری۔ مترجم محمد علی لطفی۔ ناشر۔ نفیس اکیڈمی۔ کراچی۔ ص ۱۳۳

۲۷۔ سیر الاولیاء۔ ص ۲۶۰

—•⁘•—

سگ براں آدمی شرف دارد کہ دل مردمان بیازارد

ایں سخن را حقیقتے باید تامعانی بدل فرود آید

آدمی باتودست درمطعوم سگ زبیرون آستاں محروم

حیف باشد کہ سگ وفادارد آدمی دشمنی روا دارد

(حافظ رحمۃ اللہ علیہ)

(جو شخص لوگوں کا دل دکھاتے اس پر کتے کو فضیلت حاصل ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے حقیقت یوں بیان کرنی چاہئے کہ معنی دل میں اتر جائیں۔

دیکھ! آدمی تو تیرے ساتھ دسترخوان پر کھانے میں شریک ہے۔ جبکہ کتا ان انواع و اقسام کی نعمتوں سے محروم دہلیز سے باہر بیٹھا ہے لیکن افسوس اس کے باوجود کتا تو وفاداری کرتا ہے اور آدمی دشمنی کو جائز سمجھتا ہے۔

ماحولیاتی آلودگی

Environment Pallution

سید فرمان شاہ بخاری قادری

بی ایڈ۔ایم اے پولیٹیکل سائنس ایم اے تاریخ

ماحول عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اردگرد یا اطراف کے ہیں وہ تمام چیزیں جو ہمارے اطراف میں پائی جاتی ہیں ماحول کہلاتی ہیں جوں جوں انسان ترقی کی منازل طے کر رہا ہے تو اسی رفتار کے ساتھ انسان قدرتی ماحول میں مداخلت کر کے کئی قسم کی آلودگیوں میں اضافہ کر رہا ہے جس سے ماحول عدم توازن کا شکار ہو گیا ہے خالق کائنات نے کائنات کو جو قدرتی حسن عطا فرمایا تھا انسان نے اپنے ہاتھوں سے اس کی اصلی شکل بگاڑ کر رکھ دی ہے صنعتی انقلاب کے نتیجے میں کارخانوں کا دھواں اور فالتو زہریلا کیمیائی پانی فضاء اور زمین میں جذب ہو کر ماحول کو آلودہ کر رہے ہیں۔ جنگلات کی کمی کی وجہ سے "Green House" کی کمزوری کے ساتھ ساتھ OZONE LAYER کو بھی شدید خطرہ لاحق ہے ماحول میں انسانی مداخلت کے نتیجے میں ماحول کئی قسم کی آلودگیوں کا شکار ہو رہا ہے جسکی چند بڑی اقسام درج ذیل ہیں

پانی کی آلودگی (Water Pollutin)

اس کرہ ارض پر پانی کے بغیر حیات ممکن نہیں مگر زندگی کی بقاء کا یہ بنیادی جز بھی آلودگی سے خالی نہیں صنعتی انقلاب نے جہاں انسان کی سہولتوں میں اضافہ کیا ہے وہاں ان صنعتوں سے خارج ہونے والا کیمیائی پانی اور Waste زیر زمین جذب ہونے کے ساتھ ساتھ دریاؤں اور سمندر کے پانی کو بھی آلودہ کر رہا ہے اسی طرح تجارتی مقاصد کے تحت سمندر میں چلنے والے جہاز اور آئل ٹینکروں سے رہنے والا تیل صاف پانی کو آلودہ کر رہا ہے جس سے مچھلیوں اور دوسرے آبی جانوروں کی زندگی کو شدید خطرہ لاحق ہے اسی طرح بعض نام نہاد ترقی یافتہ ممالک سمندر میں زیر آب ایٹمی تجربات سے بھی پانی کو آلودہ

کر رہے ہیں

فضائی آلودگی (Atmospheric or Air Pollution)

سانس کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا صاف اور تازہ ہوا ہر جاندار کی بنیادی ضرورت ہے فضائی آلودگی کی سب سے بڑی وجہ کاربن مانو اکسائیڈ Co ہے جس میں سلفر کے اکسائیڈز (So) نائیٹروجن کے اکسائیڈ (No) اور ہائیڈروجن کاربن (Hc) کے ذرات شامل ہوتے ہیں موٹر گاڑیوں اور ہوائی جہازوں سے خارج ہونے والا دھواں اور انڈسٹری میں استعمال والی گیس کوئلے اور دیگر کیمیائی مادے کے جلانے کا عمل خاصا تیز ہوگیا ہے جس سے کاربن ڈائی اکسائیڈ Co کا اخراج ہوا میں بڑھ رہا ہے جس سے فضاء مسلسل آلودہ ہورہی ہے اس کے علاوہ زرعی اور بہتر پیداوار کے حصول کیلئے فصلوں پر جراثیم کش ادویات Pesticides کا Spray کیا جاتا ہے ان ادویات میں شامل زہریلے ذرات ہوا میں شامل ہوکر فضائی آلودگی کا باعث بن رہے ہیں پس اس فضائی آلودگی کا اثر انسان جانوروں اور پودوں پر براہ راست ہورہا ہے جس کی وجہ سے دمہ کینسر اور ذہنی تناؤ جیسے مہلک امراض میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے

زمینی آلودگی (Earth Pollution)

زمینی آلودگی کی سب سے بڑی وجہ بڑے بڑے کارخانوں سے خارج ہونے والا وہ Waste اور پانی ہے جس میں کئی قسم کے کیمیائی مادے شامل ہوتے ہیں وہ بارش کی وجہ سے زیر زمین ہوتے ہیں جسکی وجہ سے درختوں اور پودوں کی نشوونما بری طرح متاثر ہورہی ہے اس کے علاوہ گلی کوچوں میں پھینکا جانے والا کوڑا کرکٹ جس میں پلاسٹک کے لفافے Shopping Bages دودھ اور مشروبات کے خالی ڈبے وغیرہ شامل ہیں نکاسی آب کے مسائل پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ زمین کی آلودگی کا بھی باعث بن رہے ہیں اسی طرح کیمیائی کھاد کا مسلسل استعمال بھی زمین کو آلودہ کررہا ہے یہی وجہ ہے کہ پھلوں اور سبزیوں کے ذائقوں میں نمایاں تبدیلی واقع ہورہی ہے اور ان کا ذائقہ اتنا اچھا نہیں رہا جتنا پہلے ہوا کرتا تھا

شور کی آلودگی (Noise Pollution)

جدید سائنسی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ جو آواز ایک بار پیدا ہوجائے وہ کبھی ختم نہیں

ہوتی بلکہ فضا میں مسلسل گردش کرتی رہتی ہے جسطرح مختلف اقسام کی گیسز Gases اور دیگر کثافتیں فضا کو آلودہ کر رہی ہیں اسی طرح شور بھی اس کی آلودگی میں اضافے کا باعث بن رہا ہے موٹر گاڑیوں کے پریشر ہارنز Pressur Horns کا بے تحاشا استعمال ریڈیو ٹیپ ریکارڈر ٹیلی ویژن ایمپلیفائر Amplyfire اور ہوائی جہاز کی گونج بھی شور کی آلودگی کا باعث بن رہے ہیں آلودگی کی اس قسم سے نہ صرف انسانی قوت سماعت متاثر ہو رہی ہے بلکہ اس سے انسانی صحت اور قوت کی کارکردگی بھی بری طرح متاثر ہو رہی ہے

شعاعی آلودگی (Radiational Pollution)

جدید دور میں ایٹمی توانائی کے حصول کیلئے ہر ملک کوشاں ہے ہر ملک اپنے دفاع کیلئے ایٹمی ہتھیاروں کا حصول ناگزیر سمجھتا ہے جس سے ایٹمی تجربات کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے اور ان تمام ایٹمی بجلی گروں سے خارج ہونے والی شعاعیں شعاعی آلودگی کا باعث بن رہی ہیں کیونکہ ان ایٹمی تجربات سے ایسے تابکاری ذرات خارج ہوتے ہیں جنکے اثرات کافی عرصہ تک قائم رہتے ہیں بعض سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرائے جان والے ایٹم بموں کے اثرات ابھی ختم نہیں ہوئے پس آلودگی کی دیگر اقسام کی طرح شعاعی آلودگی بھی جانداروں کیلئے بہت نقصان دہ ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت کے ارباب اختیار ماحول کو درپیش ان خطرات سے لوگوں کو آگاہ کریں اور وطن عزیز میں بسنے والے شہریوں کو بالعموم اور نوجوان نسل کو بالخصوص شعوری طور پر بیدار کیا جائے کہ وہ اپنے ماحول پر پڑنے والے تباہ کن اثرات کو کس طرح کم کر کے اس کی بہتر طریقے سے حفاظت کر سکتے ہیں اس کے علاوہ حکومت کو چاہیے کہ ماحولی آلودگی کی روک تھام کیلئے قومی اسمبلی میں مناسب قوانین سازی کرے جہاں حکومت کارخانہ دار حضرات کو انڈسٹری لگانے کیلئے قرضہ فراہم کرتی ہے وہاں ان پر ایسی ضروری مشینری کی درآمد لازم قرار دی جائے جس سے تضیع شدہ یعنی Wast کو دوبارہ Recycle کیا جاسکے اس کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کو بھی احسن طریقے سے استعمال میں لائے تاکہ ماحولی آلودگی کی روک تھام میں مدد مل سکے۔

استفتاء مع الجواب

حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمن صاحب قادری نقشبندی

گلوزئی پشاور

حضرات علماء کرام و مفتیان عظام کی خدمت میں گذارش ہے کہ بعض لوگ (شیأ للہ یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی) کا ورد کرتے ہیں۔ انکے اس فعل پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور شرک ہے۔ ان الفاظ کا پڑھنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔ اگر جائز ہے تو جواب باصواب ارقام فرما کر بحوالہ کتب ممنون فرماویں۔ بینوا توجروا

المستفتی:۔ سید الطاف حسین شاہ بخاری صدر انجمن محبان اولیاء۔ سکنہ وڈپگہ تحصیل و ضلع پشاور

24/09/94

الجواب

واضح ہو کہ مندرجہ مسئلہ بین العلماء مختلف فیہ ہے اور منکرین اسکے اکثر وہابی علماء ہیں۔ علماء اہل سنت و الجماعت میں سے کسی نے بھی اسکا انکار نہیں فرمایا بلکہ بڑے بڑے علماء کرام و مشائخ ذوی الافہام سے اسکا پڑھنا ثابت ہے۔ چنانچہ عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم خلیفہ و فرزند ثالث حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ۔ اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ و حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب دہلوی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں۔ و حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمہم اللہ علیہم اجمعین اور علاوہ انکے دیگر بزرگان دین وظیفہ، یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ۔ پڑھتے تھے اور

پڑھنے کو جائز فرماتے تھے۔ کسی نے شرک کا فتویٰ نہیں دیا۔

اور تو اور خود مخالفین کے پیشوا۔ جناب اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ امدادیہ ص ۹۴۔ اور جناب رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت بر آری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک ہو گا باقی مؤمن کی نسبت بد ظن ہونا بھی معصیت ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴ اس طرح ۔بهجۃ الاسرار۔ خلاصۃ المفاخر۔ نزهۃ الخاطر۔ زبدۃ الآثار۔ ان سب کتابوں میں صلوٰۃ غوثیہ منقول ہے۔ مصنف ۔بهجۃ الاسرار حضرت امام ابو الحسن نور الدین علیؒ کے متعلق جناب انور شاہ کشمیری صدر مدرس مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں (ووثقہ المحدثون) یعنی محدثین کرام نے انکی توثیق فرمائی ہے۔ فیض الباری ص ۶۱۔ اسی طرح ملا علی قاری اور امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی اور شیخ محقق دہلوی کا امام مذکور کو تسلیم کرنا اور اپنی اپنی کتب میں لکھنا نور علی نور ہے۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے علماء کرام و مشائخ عظام صلوٰۃ غوثیہ پڑھتے رہے ہیں اور بعد صلوٰۃ غوثیہ گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلتے ہوئے شیخ کو ندا کرتے رہے اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأ للہ کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے۔ راہ حق ۵۰۔۵۱

مخالفین کے پیشوا جناب مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو حالت پریشانی میں چند اشعار لکھ کر بھیجے جسکا ایک شعر یہ ہے۔

یا سیدی للہ شیئاً انہ   انتم لی المجدی وانی جادی

اے میرے سردار اللہ کیلئے کچھ عطا کیجئے۔ آپ میرے معطی ہیں اور میں آپ کا سوالی ہوں۔ تذکرۃ الرشید ص ۱۱۴

اور مولانا اشرف علی صاحب سے مزید سنئے۔ جو استعانت و امداد با لمخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد ہو

وہ شرک ہے اور جو با اعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے۔
خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔ امداد الفتاوی ص ۹۹

مخالفین یہ معنی کرتے ہیں کہ سائل مسئول منہ اپنے لئے نہیں اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ مانگ رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے مخلوق کا محتاج نہیں بلکہ تمام مخلوق اسکی محتاج ہے۔ مخالفین کا یہ معنی اگر صحیح ہے تو پھر اوپر والی عبارت جس میں مولانا اشرف علی صاحب نے اپنے پیر سے شیئاً للہ کہہ کر سوال کیا ہے اس میں مولانا صاحب بہت بڑے جرم کے مرتکب ہوئے جو مخالفین کے نزدیک قابل معافی نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک مؤمن مسلمان کتنا ہی جاہل کیوں نہ ہو یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف کسی کام میں محتاج ہے۔ بلکہ شیئاً للہ کا معنی یہ ہے۔ جیسا کہ شرح وھبانیہ میں ذکر ہے۔

فانہ یمکن ان یقول اردت طلب شیئی اکراما للہ۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کہنے والا یہ کہے کہ میں نے کسی چیز کے طلب کرنے کا ارادہ کیا خدا کی بزرگی کی نیت سے اور یہی بات ہر سائل کے ذہن میں ہوتی ہے۔ آج تک کسی غبی سے یہ بات سننے میں نہیں آئی کہ اس نے کسی سے سوال کیا ہو کہ خدا تعالیٰ محتاج ہے۔ اسکے لئے مجھے کوئی چیز دیجئے سوچیئے ذرا اور غور فرمایئے کہ ایسا سوال کوئی کر سکتا ہے۔ کسی سے جو صریح ناجائز اور شرعاً ممنوع ہے بلکہ کفر ہے کیونکہ ایسا عقیدہ خلاف نص قطعی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واللہ غنی وانتم الفقراء: اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب اسکے محتاج ہی ہو۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی شان اور مرتبہ عالی سے کون واقف نہیں۔ حضرت مفتی غلام سرور لاہوری انکی شان میں فرماتے ہیں۔ خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند قدس اللہ سرہ از عظمائے اولیاء و کبراء خلفائے میر سید کلال است امام طریقت پیر حقیقت و مقتدائے شریعت پیشوائے اہل سنت والجماعت بود و کرامت ولایت و خوارق در طفولت از وی سر بر می زدند، ترجمہ، حضرت خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند قدس اللہ سرہ اولیاء کرام میں عظیم المرتبت تھے اور حضرت میر سید کلال قدس اللہ سرہ کے خلفاء میں

سب سے بلند پایہ خلیفہ تھے۔ امام طریقت پیر حقیقت اور مقتدائے شریعت تھے اہل سنت والجماعت کے پیشوا تھے کرامت ولایت خوارق عادات ان سے بچپن ہی میں سرزد ہوتے تھے، انہی حضرت خواجہ موصوف قدس سرہ نے وفات کے وقت یہ وصیت فرمائی کہ ہمراہ جنازہ من کلمہ شہادت و کلام الہی نخوانند کہ بے ادبی است البتہ یک شخص بآواز بلند و لحن خوش ایں رباعی خوانده باشد۔ خزینتہ الاصفیا جلد اول

مفلسانیم آمده در کوئے تو　　شیئاً للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما　　آفرین بر دست بر بازوئے تو

ترجمہ، کہ ہمارے جنازے کے ساتھ کلمہ شہادت اور کلام اللہ کی تلاوت نہ کی جاوے کہ یہ بے ادبی ہے۔ البتہ ایک شخص خوش آوازی کے ساتھ یہ رباعی پڑھتا جاوے۔ مفلسانیم آمده در کوئے تو الخ

ترجمہ رباعی، ہم مفلس ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاضر ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کے جمال سے اللہ کے لئے کوئی چیز عطا ہو۔ ہمارے کاسہ کی جانب ہاتھ کھولئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست و بازو پر آفرین

جب اتنے بڑے امام فی الشریعت و الطریقت مقتدائے زمان آراستہ بزیور علوم ظاہری و باطنی صاحب کرامات جلیہ شیئاً للہ کے پڑھنے کے لئے حکم فرماتے ہیں تو پھر مقام غور و انصاف ہے اور نہایت افسوس ہے ان لوگوں پر جو ان کلمات کے پڑھنے والے پر کفر و شرک کا فتویٰ چسپاں کرنے میں دیر نہیں کرتے اور اس کام میں سب سے پیش پیش علماء وحابیہ و مقلدین ابن تیمیہ و پیروکار نجدیہ ہی ہیں۔

خلاصہ کلام آں کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا بڑے بڑے علمائے دین و مشائخ مقربین بارگاہ الہی سے منقول ہے اور علماء اہل سنت والجماعت کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار،

حرمت خون

دین اسلام اور طبی اصولوں کی روشنی میں

ایک سیال مادہ جو کہ ہر جاندار کے جسم میں موجود ہوتا ہے اور جسم انسانی میں بھی اس کی موجودگی کسی تعارف کی مرہون منت نہیں جسم کے تمام اعضاء تک ان کی مطلوبہ اشیاء یا اجزاء کی بہم رسائی اور جسم پر کسی بیماری کے حملہ کی صورت میں اسکا بچاؤ کرنے میں احتیاطی تدابیر اسی کا ہی خاصہ ہیں بنیادی طور پر ایک سفید سیال ہے اور ایک عنصر ہیمو گلوبین کی شمولیت سے اسکی رنگت سرخ ہو جاتی ہے اس میں پائے جانے والے ذرات جسم انسانی کی فورس کہلاتے ہیں گویا ایک جاندار کی زندگی کیلئے ایک لازمی جزو لیکن ہماری روزمرہ کی کھانے پینے کی اشیاء میں اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے اور اسے حرام اشیاء کی فہرست میں شامل کر دیا گیا ہے جس کی وضاحت قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ہے۔

حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل نصیر اللہ بہ (المائدہ ۳-۳)

حرام کر دیا گیا تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور ہر وہ جس پر بوقت ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔

قرآن پاک بنیادی طور پر ایک عملی کتاب ہے اور اسکی ہدایت ہماری عملی زندگی کیلئے مشعل راہ ہے خون چونکہ جراثیم کو پھیلنے پھولنے کے مواقع میسر کرتا ہے اس لئے اس کو بطور خوراک استعمال کرنا حرام قرار دیا گیا ہے اگر کسی ایسے جانور جسکا خون نہ بہا ہو (یعنی ذبح نہ کیا گیا ہو)، تو عین ممکن ہے کہ مختلف بیماریوں کے جراثیم اس کے خون پر حملہ کر دیں اور وہاں چونکہ جانور کا سانس نکل جانے کی وجہ سے قوت مدافعت ختم ہو چکی ہوتی ہے اس لئے ان جراثیموں کو پھیلنے پھولنے کا بہترین موقع میسر آ جاتا ہے اب اگر ایسے جانور کا گوشت یا کوئی حصہ استعمال کیا جاوے گا تو ممکن ہے کہ ان جراثیموں کی وجہ سے وہ بیماری، گوشت استعمال کرنے والے شخص تک آ پہنچے اس لئے ہر ایسے جاندار کا گوشت حرام قرار دیا

گیا ہے جسکا خون اس کے جسم کے اندر رہ گیا ہو۔

اکثر ممالک میں مرغیاں اور دوسرے جاندار (جانور) جھٹکے سے مارے جاتے ہیں جو کہ ایک تکلیف دہ عمل ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی تقویت دیتا ہے کہ ان کا خون جسم میں رہ جانے سے مختلف تکالیف کا باعث بنے۔

چونکہ اسلام کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے یقین اور ایمان کا تقاضا ہے کہ اس پر من وعن کر لیا جائے اسی لئے اسلام میں حلال جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم ہے کہ ان کا خون جسم سے تمام کا عمل تمام اخراج ہونے کے بعد گوشت کو قابل استعمال بناتا ہے اور اسکا بنیادی مقصد یہ ہے کہ گوشت ایسی صورت میں حاصل کیا جائے کہ وہ بنیادی صحت کے تقاضوں کو پورا کرے۔

اس ضمن میں فنی اور طبی اہمیت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس جانور کے جسم میں خون موجود ہو اس میں کیمیائی زہریں پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ جراثیم کے پھیلاؤ کا ایک. بہترین ذریعہ ہے لیبارٹری میں جب کسی مریض کی پیپ وغیرہ کو ٹسٹ کیا جاتا ہے تو اس کو خون سے تیار کردہ ایک مرکب میں ڈالتے ہیں جو کہ ایک ہی دن میں جراثیموں کی تعداد کروڑوں تک بڑھا دیتا ہے اور اس طرح مرض کے بارے میں معلومات آسانی سے ہو جاتی ہیں پس ثابت ہوا کہ خون جراثیم کے پھیلاؤ کا ایک. بہترین ذریعہ ہے۔

دوسری بات یہ کہ جس جانور کو اذیت دیکر مارا جائیگا (جھٹکا وغیرہ) تو دہشت، خون، صدمہ اور تکلیف کے باعث اس کے جسم میں ایک کیمیاوی عنصر (HISTAMINE) ہسٹامین پیدا ہوتا ہے جو کہ صدمہ کے طبی اثرات ہیں اور اس عنصر کی وجہ سے انسانی جسم متاثر ہو سکتا ہے۔ اگر کسی تندرست شخص کو (HISTAMINE) کا ٹیکہ لگا دیا جائے تو اس پر صدمہ پوری شدت سے طاری ہو سکتا ہے چونکہ ایسا گوشت استعمال کرنے سے انسانی وجود کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اسی لئے ایسے جانوروں کا گوشت استعمال کے ناقابل قرار دینا اسلام کا ایک اہم سائنسی احسان ہے۔

مزید یہ کہ ماہرین کو یہ پتہ چلے زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ انسانی معدہ میں خون کو ہضم کرنے والے جوہر نہیں پائے جاتے اس لئے عین ممکن ہے کہ اس کی موجودگی معدہ میں کسی تکلیف / نقصان کا

باعث بنے۔ جبکہ قرآن عظیم الشان نے آج سے سینکڑوں سال پہلے خون کے استعمال کو حرام قرار دیا۔ یہ حکم صحت اور تندرستی کے نقطہ نظر سے ہے اور اگر کوئی اس کے خلاف چلے گا تو اسکے بیمار ہونے کے امکانات موجود ہیں۔

اسی لئے فرمایا

یامرھم بالمعروف وینھھم عن المنکر

یحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبائث (الاعراف۔۱۵)

ان کو اچھے اور نیک کام کرنے کی ہدایت کریں برے کاموں سے منع کریں اور جتنی بھی پاکیزہ چیزیں ہیں وہ ان کے لئے حلال ہیں اور جو خبیث (یعنی تکلیف دہ) ہیں ان کے لئے حرام ہیں)

قربان جائیے دین اسلام کے اصولوں اور ضابطوں پر کہ آج سے صدیوں پہلے جب یہ دنیا یہ اتنی ترقی یافتہ تھی اور نہ ہی سائنس کا دور دورہ تھا لیکن ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی راہ تمام راہوں سے بہترین پائی یعنی اسکا بتایا ہوا کوئی اصول یا اس کا دیا ہوا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں، خون کی ماہیت، اجزائے ترکیبی اور طبعی حیثیت کے بارے میں آج جو معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔ وہ صدیوں پہلے ذہن نشین کروائی گئیں لیکن صد افسوس کہ اسلام جن کی میراث ہے وہ اس سے بیگانے ہو کر اندھا دھند غیروں کی تقلید کر رہے ہیں جس کے باعث دین وایمانی سے بھی دامن تو ہم ہی رہے ہیں دنیا بھی ان کے ہاتھ نہیں آتی اور یہ شعر ان کی حالت پر صادق آتا ہے کہ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

حضرت پیر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سلام

سید محمد انور شاہ قادری ایم اے

برصغیر کی تاریخ تصوف میں جو بلند مقام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کو حاصل ہے صوبہ سرحد کی تاریخ روحانیت میں وہی شہرت و مقام حضرت پیر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ہے آپ کا اسم گرامی سید علی القاب غواص بحر حقیقت غوث خراسان اور پیر بابا ہے قندس میں پیدا ہوئے اور آپ کا مزار پرانوار ضلع بونیر سوات میں واقع ہے صاحبان کشف فرماتے ہیں کہ آپ اس وقت بھی باذن اللہ و بطفیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں تصرف فرماتے ہیں اہالیان سرحد آپ سے گہری عقیدت رکھتے ہیں اور روزانہ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر دینی و دینوی اور روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں راقم الحروف بھی عرصہ دراز سے آپ کے مزار فیض آثار کے سلام کا متمنی تھا لیکن کبھی حاضری کا موقع نہیں ملا تھا بالآخر مرشدی و مولائی استادی حضرت علامہ محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ العالی المعروف مولوی جی صاحب کی نظر کرم سے یہ دلی تمنا بر آئی اور حضور مولوی جی صاحب کے ہمراہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو غوث خراسان کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا حضور مولوی جی صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے جناب سید غلام السیدین المعروف شیر آغا اور سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب سید غلام الحسنین المعروف نینی آغا کے علاوہ جناب عبدالغفور چشتی گولڑوی بھی اس مبارک موقع پر ہمراہ تھے۔

حضور مولوی جی صاحب کا حضرت پیر بابا صاحب کے ساتھ ننھیال کا رشتہ بنتا ہے۔ وہ یوں کہ مولوی جی صاحب کے جد اعلیٰ حضرت ابو البرکات سید حسن قادری گیلانی نے جب حضور غوث اعظم کے ارشاد کے مطابق حضرت پیر بابا صاحب کے پوتے سید جمال شاہ صاحب کی صاحبزادے کے لئے رشتے کا پیغام بھیجا تو اس وقت اس نیک اور پارسا خاتون کے بھائی سید عیسیٰ اور حضرت عباس سجادہ نشین تھے

اور انہوں نے اس بنا پر رشتے سے انکار کر دیا کہ وہ ابو البرکات سید حسن کے نسب حسب سے واقف نہیں اور یہ کہ ان کا یہ شعار ہے کہ صحیح النسب سادات کے ہاں رشتے کرتے ہیں۔ چنانچہ رات کو حضرت پیر بابا صاحب نے انہیں خواب میں اس رشتے کو قبول کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ابو البرکات سید حسن صحیح النسب نجیب الطرفین سید ہیں اور تم سے نسب میں اس لحاظ سے بلند ہیں کہ یہ حسنی حسینی دونوں نسبتوں کے حامل ہیں چنانچہ انہوں نے پیر بابا صاحب کی رہنمائی کے مطابق یہ رشتہ قبول کر لیا اور اس کے بطن سے حضرت محدث کبیر شاہ محمد غوث قادری گیلانی پشاور ثم لاہوری جیسی عظیم المرتبت ہستی پیدا ہوئی، حضور مولوی جی صاحب، جناب محدث کبیر کی ساتویں پشت میں ہیں اور آپ کے علوم دینی و روحانی کے حقیقی وارث اور بقول اختر حسین شاہ صاحب چشتی مرحوم شاہ محمد غوث ثانی کہلانے کے حقدار ہیں۔

چنانچہ دربار شریف میں پہنچ کر حضور مولوی جی صاحب، حضرت پیر بابا صاحب کے مزار اقدس کے سامنے تشریف فرما ہوئے ہم لوگ آپ کے پیچھے بیٹھ گئے اتنے میں ایک ملنگ گدا لایا اور حضور مولوی جی صاحب کے نیچے بچھا دیا حضور مولوی جی صاحب نے کافی دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد سر اقدس اٹھایا اور ہم لوگوں سے ہمکلام ہوئے پھر دوسری دفعہ مراقبہ فرمایا اور سر اٹھانے کے بعد ہمارے ساتھ گفتگو فرمائی، تیسری مرتبہ مراقبہ سے سر اقدس اٹھانے کے بعد دعا فرمائی اور احاطہ۔ مزار سے باہر نکل کر مسجد تشریف لے گئے مزار شریف کے ساتھ متصل یہ وسیع و عریض اور خوبصورت مسجد ہے کچھ دیر مسجد میں رہنے کے بعد حضرت چڑی بابا اور ان کے صاحبزادے حضرت سید معین الدین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات پر فاتحہ پڑھی آخر الذکر کے ساتھ حضور مولوی صاحب کے گہرے مراسم تھے ابھی فاتحہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ سید معین الدین شاہ صاحب کے صاحبزادے سید حسین شاہ صاحب سجادہ نشین پیر بابا صاحب تشریف لے آئے اور اپنے ہمراہ مہمان خانے لے گئے وہاں پر سید نعمان شاہ صاحب گیلانی بھی تشریف فرما تھے جو ڈسٹرکٹ خطیب پشاور سید مبارک شاہ صاحب گیلانی کے بھائی ہیں کافی دیر تک ان سے گفتگو ہوتی رہی اتنے میں ایک پر تکلف اور عمدہ ترین ناشتہ آگیا جس کا اعلیٰ ذائقہ کبھی بھلایا نہ جاسکے

گا، ناشتے کے بعد سید حسین شاہ صاحب کے ہمراہ دارالعلوم گئے جو مسجد میں ہی قائم کیا گیا ہے اس کی دو منزلہ عمارت بہت خوبصورت تعمیر کی گئی ہے معلمین و متعلمین کے استفادے کے لئے ایک عمدہ کتب خانہ بھی قائم کیا گیا ہے، کتب خانہ میں کچھ دیر ٹھہرے اور مدرسین کے ساتھ تبادلہ خیال کیا یہ دارالعلوم حضرت سید حسین شاہ صاحب سجادہ نشین پیربابا صاحب کی سرپرستی میں نہایت خوش اسلوبی سے اشاعت دین کے فرائض سرانجام دے رہا ہے اور حضرت پیربابا صاحب بھی دین حق کی اشاعت و تبلیغ ہی کے لئے تمام عمر سرگرم عمل رہے آپ کی اولاد امجاد جو پورے ملاکنڈ ڈویژن میں پھیلی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کافی صاحب ثروت بھی ہے اگر اس دارالعلوم کی طرف بھی کچھ توجہ فرماتے تو یہ ملاکنڈ ڈویژن میں علم وعرفان کا بہت بڑا مرکز بن سکتا ہے

حضرات اولیاء کرام نے ہر دور میں اسلام کی ترویج و اشاعت نہایت مخلصانہ طریقے سے فرمائی۔ اپنے اخلاص، للّٰہیت اور اخلاق کریمانہ سے لوگوں کے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کیا۔ خصوصاً ظلمت کدہ ہند میں تو اسلام کی ترویج و اشاعت کا سہرا اولیائے کرام ہی کے سر ہے۔ ان برگزیدہ ہستیوں نے غیر مسلموں کو دین اسلام سے آشنا کرنے کے ساتھ شریعت محمدیہ اسلامیہ کی بھی بھرپور حفاظت کی اور جب کبھی کسی طالع آزما نے اپنے اقتدار یا ذاتی اغراض کی تکمیل کے لئے دین میں رخنہ اندازی کی کوشش کی تو حضرات اولیاء کرام نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا اور لوگوں کو اس کی ضلالت و گمراہی سے بچایا چنانچہ جس وقت حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہندوستان میں اکبر کی بے راہ روی کے خلاف عمل پیرا تھے۔ عین اسی دور میں سرحد میں غوث خراسان حضرت پیربابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اُن پیران بے پیر کے خلاف جدوجہد میں مصروف تھے۔ جنہوں نے اسلام اور تصوف کی آڑ میں اپنے اقتدار اور نفسانی خواہشات کے حصول کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

ان پیران بے پیر میں بایزید انصاری سرحد میں کافی مقبولیت حاصل کر چکا تھا جسے یگانے "پیر روشان" اور بیگانے "پیر تاریک" کے نام سے یاد کرتے تھے۔ یہ نہایت عقل مند، ہوشیار اور منطقیانہ

ذہنیت رکھتا تھا۔ پیر کامل اور صاحب الہام ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اگرچہ خود کبھی کسی پیر کامل سے بیعت نہ ہوا تھا اور اس بات پر اس کے حامی و مخالف تمام سیرت نگار متفق ہیں۔ اسلام کے ارکان خمسہ، عقائد و عبادات اور اخلاقیات کی مخصوص تاویلات کرتا تھا۔ ہندو جوگیوں کی صحبت میں عقیدہ تناسخ ارواح کا قائل ہو چکا تھا اور استدراجی قوت کے بل بوتے پر کچھ ایسے کام کر دیتا جسے کرامت کے نام سے یاد کیا جاتا۔ اس کی مجلس میں عورتوں اور مردوں کو اکٹھے جمع کر کے گانے بجانے اور نشہ آور اشیاء کا اہتمام کیا جاتا جس کی وجہ سے لوگ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے اس کی محافل کا رخ کرتے اور اس کی فلسفیانہ گفتگو کا شکار ہو کر حقیقی دین اسلام سے دور ہو جاتے اور بایزید یہ تمام غیر شرعی کام تصوف کی آڑ لے کر کرتا تھا۔

چنانچہ جب اس کی بے راہ روی اور گمراہی حد سے بڑھ گئی تو حضرت پیر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ حضرت اخوند درویزہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اس کا پیچھا کیا اور لوگوں کو اس کی بے دینی و گمراہی سے باخبر کیا اور انہیں شریعت و تصوف کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ کیا اور بایزید کے ساتھ مناظرہ کر کے اسے شکست سے دوچار کیا۔ چنانچہ حضرت پیر بابا صاحب کی کوششوں سے جب لوگوں پر اس کی حقیقت کھلنے لگی تو وہ اس کے حلقہ اثر سے نکل کر حضرت پیر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ عقیدت میں شامل ہونے لگے۔

اس صورت حال سے مایوس ہو کر وہ میدانی علاقے سے نکل کر تیراہ کی پہاڑیوں میں پہنچا اور اپنے پیروکاروں کو ساتھ لے کر مغلیہ سلطنت کے ساتھ پنجہ آزمائی میں مصروف ہو گیا اور اس طرح اپنی تحریک کو سیاسی رنگ میں دے دیا۔ اگر وہ دین و تصوف میں مداخلت نہ کرتا تو سیاسی غلبہ حاصل کر لیتا لیکن بدقسمتی سے اس نے حصول دنیا کے لئے راہ سلوک و طریقت کو استعمال کیا اس کی تعلیمات میں پیر کامل کی تلاش اور اس کے ہاتھ پر توبہ کرنا بنیادی شرط ہے اور اس کے نزدیک پیر کامل کے بغیر راہ سلوک کی منازل طے کرنا ناممکن ہے۔ بے شک سلوک و طریقت میں پیر کامل بنیادی اور اولین شرط ہے۔ تاریخ

تصوف کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلاسل اربعہ (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ) کی وہ جلیل القدر ہستیاں جنہیں مادر زاد ولی اللہ ہونے کا شرف حاصل تھا لیکن انہوں نے اس کے باوجود ظاہری طور پر پیر کامل کے دست اقدس پر بیعت کرکے ریاضت و مجاہدہ کیا اور مرشد کامل سے خلافت و اجازت کے بعد دعوت وارشاد کا سلسلہ شروع فرمایا لیکن افسوس کہ بایزید میں راہ سلوک کی پہلی شرط ہی مفقود ہے اور اسے تمام عمر کسی مرشد کامل کے دست اقدس پر بیعت کرنے کی توفیق حاصل نہ ہو سکی۔ یہیں سے اس کی پیری مریدی کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ جعلی اور خود ساختہ پیر بن کر لوگوں کو بے وقوف بنا رہا تھا اور ایک پیر کامل حضرت پیر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی جعل سازی کو طشت ازبام کیا اور تاریخ نے قرآن حکیم کی اس آیہ کریمہ پر مہر تصدیق ثبت فرمائی کہ

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ (بنی اسرائیل ۱۷ : ۸۱)

ترجمہ۔ (۔اور فرما دیجئے کہ جب حق آیا تو باطل بھاگ گیا بے شک باطل ہے ہی بھاگنے والا)

الغرض حضرت پیر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اہل سرحد پر بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے دینی و روحانی بگاڑ پیدا کرنے والوں کا راستہ روکا اور آپ کی بروقت مداخلت سے انہیں اپنے ناپاک ارادوں میں کامیابی نصیب نہ ہو سکی اور آج بھی سرحد میں اسلام اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو والہانہ لگاؤ موجود ہے تو یہ سب حضرت پیر بابا صاحب ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے ورنہ ابلیسی قوت تو اہالیان سرحد پر اپنا وار کر چکی تھی۔ اور آج بھی شیطان نے چاروں طرف جال بچھا رکھا ہے۔ ابلیسی طاقتیں اور ان کے حواری اسلام کا نام لے کر مسلمانوں کو تباہ و تاراج کرنے کے درپے ہیں چنانچہ ان کے مقابلے کے لئے آج پھر حضرت پیر بابا صاحب کی تعلیمات واخلاق کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

گذشتہ سے پیوستہ

انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

مدیر اعلیٰ

حدیث ۵ / ۴۳۔ اخبرنی زکریا (۱) بن یحییٰ سبحستانی قال حدثنا عبداللہ (۲) بن عمر قال اخبرنا محمد (۳) بن وھب بن ابی کریمتہ الحرانی قال حدثنا مسکین (۴) قال حدثنا شعبتہ (۵) عن ابی بلج (۶) عن عمرو (۷) بن میمون عن ابن عباس (۸) رضی اللہ عنھما قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بابواب المسجد فسدت الا ابواب الاعلی علیہ السلام۔

ترجمہ:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں کھلنے والے گھروں کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا لہٰذا سوائے حضرت علی کے گھر کے دروازہ کے، سب دروازے بند کردیئے گئے۔ (اسنادہ، حسن (احمد میرین البلوشی خصائص امیرالمؤمنین ص ۶۴)

اسماء الرجال

حدیث ۵ / ۴۳

نمبر ۴۳۔۱۔ زکریا بن یحییٰ، ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۹۔۱

نمبر ۴۳۔۲۔ عبداللہ عمر، ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال ۴۱۔۲۔

نمبر ۴۳۔۳۔ محمد بن وصب بن عمر بن ابی کریمہ ابو المعافی الحرانی ہے۔ صدوق ہے۔ طبقہ العاشرہ سے ہے ۲۴۳ھ میں وفات پائی۔ (تقریب ۳۲۳)

نمبر ۴۳۔۴۔ مسکین بن بکیر، اس کی کنیت ابو عبدالرحمٰن الحذاء ہے۔ صدوق ہے۔ یخطی وکان

صاحب حدیث طبقۃ التاسعۃ سے ہے ۱۹۸ھ میں فوت ہوا۔ (تقریب ص ۳۳۵)

نمبر ۴۳۔ ۵۔ شعبۃ۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث۔ ۱۔۳۔

نمبر ۴۳۔ ۶۔ ابی بلج، یہ یحییٰ بن سلیم ہے۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۲۳۔ ۴۔

نمبر ۴۳۔ ۷۔ عمرو بن میمون ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۲۳۔ ۵

نمبر ۴۳۔ ۸۔ ابن عباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس کا بیٹا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے فہم القرآن نصیب فرمائے۔ اللہ جل شانہ نے حضور کی یہ دعا قبول فرمائی۔ اور ان کو کمال وسعت علم نصیب ہوا۔ اسی لئے آپ کا لقب البحر اور الحبر تھا۔ وھو احد المکثرین من صحابۃ واحد۔ مات سنۃ ثمان و ستین یعنی ۶۸ھ میں طائف میں فوت ہوئے۔ (تقریب ص ۱۷۸)

--- •:• ---

غلماں ہیں غلاماں تو پرستار ہیں حوریں
جنت کا سراپا ہے سراپائے مدینہ

چشمان بصیرت سے نگہ کرکے ملائک
رکھ لیتے ہیں آنکھوں پہ قدم ہائے مدینہ
ہے سرمۂ چشم بشر و جن و ملائک

(محمد مظفر الدین معلی)

گزشتہ سے پیوستہ

سیر السلوک الی ملک الملوک

مدیر اعلیٰ

اور اس مقام پر جو حجابات باقی ہیں انہیں دور کرنے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ سے امداد و اعانت طلب کر۔ پس بے شک اس مقام پر کرامات کی محبت اور ان کی طرف رغبت حجاب ہے کیونکہ سوائے اللہ تعالیٰ کے باقی سب کچھ فتنہ (آزمائش) ہے۔ لہٰذا اس فتنہ میں نہ پڑ اور غور و فکر سے کام لے نیز یہ بھی جان لے کہ کرامت بذات خود بری شے نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے (ولی) کے لئے اعزاز و انعام ہے۔ لیکن کرامت کا طلب کرنا اور اس کی طرف رغبت رکھنا برائی ہے جو قرب الٰہی سے بندے کو منقطع کر دیتی ہے۔ وہ قرب الٰہی جو بندگی کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور اس میں ربوبیت کے راز امانت رکھے گئے ہیں پس اس حقیقت کو پالے اور حالات وقت میں سے ایک ہی حالت پر قرار نہ پکڑ کیونکہ پھر اسی ایک ہی حالت میں سے تمہارا حصہ ہو جائے گا۔

چنانچہ اے سالک! اس مقام پر مجاہدے اور اوراد پر استقامت اختیار کرو اور کبھی اس مقام میں مال و دولت کی محبت پیدا ہوتی ہے تاکہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت حاصل کی جائے یعنی اس دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ نیز اپنے بھائیوں کی مدد کی جائے تو یہ حب مال تمہارے لئے نقصان دہ نہیں ہے لیکن چند شرائط کے ساتھ ان میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ تمہاری نیت امداد مذکورہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ اور اپنے پیر بھائیوں کی امداد و استعانت میں خرچ کرنا دوسری یہ کہ تیرا دل یاد الٰہی سے غافل نہ ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ مال و دولت کو لوگوں سے مخفی نہ رکھو اور ان پر یہ ظاہر نہ کرو کہ تم غریب ہو، امیر نہیں ہو اور کبھی کبھی اس مقام میں امارت و شہرت کی طرف رغبت یوں پیدا ہوتی ہے کہ تیرا نفس تجھے اس گمان میں مبتلا کرتا ہے کہ تم اب مشائخ وارشاد کی مسند اختیار کر لو۔ لوگ تمہارے پاس

جمع ہوتے ہیں اور تمہارے ذریعے انہیں ہدایت حاصل ہوتی ہے اور تمہیں اس کا ثواب ملے گا۔ پس اس قسم کی کوئی شے (حالت) اختیار کرنے سے بچ جا کیونکہ درحقیقت یہ تمہارے نفس کا پیدا کردہ وسوسہ ہے اور یہ کہ اگر تمہاری اپنی کوشش اور خواہش کے بغیر اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ تجھے شہرت عطا فرماتے اور مشیخیت کا لباس پہنا کر مسند ارشاد پر فائز فرمادے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس حکم پر کھڑا ہو جا یعنی مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے عمل میں مشغول ہو جا پس بے شک یہ تمہارے لئے یکسو رہنے سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس منصب پر فائز ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو اپنے پیر بھائیوں کو محبوب ہو جائے اور وہ تمہیں، نیز یہ بھی اس کی نشانیاں ہیں کہ تو ظاہر و باطن میں اپنے آپ کو اپنے پیر بھائیوں سے افضل نہ جانے بلکہ اپنے آپ پر ان کو فوقیت دے کہ وہ تم پر فضیلت رکھتے ہیں اور وہ تم سے بہت۔ بہتر ہیں پس جب اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ایسا رویہ اپنالے تو پھر انہیں نرمی کے ساتھ رشد و ہدایت کی تلقین کر اور انہیں خوش اسلوبی سے راہ سلوک، عجز و انکساری اور فقیری کی تعلیم دے اور جب تو چوتھے مقام کو پہنچ جائے تو تم نے اطمینان کو پالیا مگر اس مقام مین تم اصلاح طریقت نہیں کر سکتے کیونکہ اس وقت ہدایت و ارشاد کی شرائط تم میں موجود نہیں ہیں اور عنقریب کتاب کے خاتمے میں ہم ان کا ذکر کریں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ یہاں تک کہ تمہارا سلوک مکمل ہو جائے اور تم پانچویں مقام سے چھٹے اور پھر ساتویں مقام پر ترقی کر جاؤ۔

اور جان لو کہ چوتھے مقام کو تکمیل تک پہنچا و اس حال میں کہ کتاب و سنت پر استقامت حاصل رہے اور ان کی پیروی کرتے ہوئے ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کمی نہ ہو بلکہ تیرے گوشت اور خون میں شریعت (محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رچ بس گئی تو تم نے اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے کمال درجے کا جذبہ پالیا اور یہ جذبہ اول ہے جو سلوک کے پہلے درجے میں سے ہے۔ تو تمہیں نسیان (بھول) کا سامنا کرنا پڑے گا اور تو دنیا و آخرت کے امور سے بے خبر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ تیرے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے جمال و جلال کے کچھ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے۔